مسئلہ فلسطین کے حوالے سے اردو مزاحمتی شاعری کا ایک تنقیدی جائزہ

*ڈاکٹر الطاف حسین لنگڑیال

History shows that the philosophical poets and thinkers played vital role in the renaissance of the nations. Ideological poetry has the power to awake up the people and convert their emotions into the energy of hardworking which makes them energetic to win the goal. Especially resistant poetry can play the remarkable role in the awaking of conquered nations. The topic "A critical review of Urdu Resistant Poetry on Palestine issue" is a basically review of Pakistani Urdu Resistant poetry on the Palestine issue. In this article selected Urdu poetry of Pakistani poets on the said issue is presented and discussed its literary and influential importance. This comprises on review of patriotic poems and anthems of different Pakistani poets. In this article, there are also discussions on the effects of resistant poetry on Muslim Ummah.

اقوام عالم کے عروج وزوال کے فلسفے کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اقوام کی نشاۃ الثانیہ میں ان کے ادب بالخصوص مزاحمتی ادب کا حصہ بہت اہم ہوتا ہے۔ جیسے یورپ کی نشاۃ الثانیہ میں دانتے (DANTE) اور دیگر شعراء کی مزاحمتی شاعری نے نمایاں کردار ادا کیا۔ عالم اسلام کے مقبوضات اور دیگر سلگتے ہوئے مسائل کے حوالے سے مسلمان دانشوروں، شعراء اور ادباء نے مزاحمتی ادب کی تخلیق میں کسی کنجوسی سے کام نہیں لیا، جو بالآخر ملتِ اسلامیہ کی نشاۃ الثانیہ کا باعث ہوگا، ان شاءاللہ۔

اردو ادب میں جہاں دنیا کی تمام اصنافِ سخن کا وافر ذخیرہ موجود ہے، وہاں اس کا دامن مقامی منفرد اصنافِ ادب سے بھی بھرپور ہے۔ اردو ادیب ایک طرف جہاں عالمی حالات سے متاثر ہوتے ہیں اور ان کے حوالے سے اپنے احساسات کو پیرہن اظہار عطا کرتے ہیں تو وہیں وہ عالم اسلام ۔۔۔ جس سے وہ اسلامی اخوت کے ناطے جڑے اور بندھے ہوئے ہیں ۔۔۔ کے مسائل وحالات سے روحانی وجسمانی طور پر نہ صرف متاثر ہوتے ہیں بلکہ اس پر اپنے بھرپور ردِعمل کا اظہار بھی کرتے چلے آئے ہیں۔ یوں اردو ادب میں نظم ونثر دونوں صورتوں میں ایک گرانقدر ذخیرہ مزاحمتی ادب کی صورت میں بہم جمع ہوگیا ہے اور آئے روز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں مسئلہ فلسطین کے حوالے سے پاکستان میں اردو زبان میں منظوم مزاحمتی ادب کا ایک جائزہ پیش کیا جائے گا، جس سے ایک طرف پاکستانی شعراء کے احساسات کی ترجمانی ہوگی تو دوسری طرف عالم اسلام کے اس اہم مسئلہ پر ملکی وغیر ملکی رائے عامہ کی ہمواری اور اس کے حل میں معاونت ہوگی۔

*ڈائریکٹر بہاولنگر کیمپس/اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سامراجی قوتوں نے جب سے ارضِ مقدس اور قبلۂ اول کو مسلمانوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہود کے پنجۂ صیہونیت کے ہاتھوں برباد کرنے کی سازش کی اور پھر اس پر غارت گری کر کے اس کو تاراج کرنا شروع کیا ہے اُسی روز سے نہ مسلمان مجاہدین کو چین آیا ہے اور نہ ہی مسلمان دانشور اپنے احساسات کے اظہار سے باز آئے ہیں۔ اگرچہ مقتدر مسلمان تو تزویری مجبوریوں کے اسیر رہے تاہم مسلمان مجاہد اپنی جان کو ہتھیلیوں پر رکھے بے سروسامانی کے باوجود غلیلوں سے لڑ رہے ہیں اور قلم کے دھنی بھی کسی ملالت کی پرواہ کیے بغیر اپنے محاذ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ پاکستانی ادباء نے مسئلہ فلسطین کے حوالے سے اردو زبان میں اپنا حصّہ وافر ڈالا ہے۔ زیرِ نظر فصل میں پاکستانی شعراء کے فلسطین کے حوالے سے اردو کلام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

سرزمینِ فلسطین اور قبلۂ اول سے مسلمانانِ پاک و ہند کی جذباتی وابستگی شعائرِ اسلام سے محبت کا ثبوت ہے۔ چنانچہ اس مٹی کے شعراء نے ہمیشہ اس تعلق کا اظہار کیا ہے اور ارضِ مقدس کے درد کو اپنے دلوں کی گہرائیوں میں محسوس کیا ہے۔ یورپ کی ارضِ فلسطین کو پنجۂ یہود میں دینے کی سازش کا شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے ''دامِ تہذیب'' کے عنوان سے اپنی نظم میں یوں پردہ چاک کیا۔

اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
ہر ملتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار
جلتا ہے مگر شام و فلسطیں پہ مرا دل
تدبیر سے کھلتا نہیں عقدۂ دشوار (1)

اقبال ایک طرف جہاں اہلِ مشرق کو جمعیتِ اقوامِ مشرق بنانے کا مشورہ دیتے ہیں، جس کا مرکز طہران ہو تو دوسری طرف وہ اس وقت کی جمعیتِ اقوام جو یورپ کی اقوام کے مفادات کی نگہبان تھی، سے سخت مایوس تھے۔ اسی لیے وہ اقوامِ مغرب کی اس منطق پر کہ ''ارضِ فلسطین پر یہودیوں کا حق ہے'' کا جواب اس سوال میں دیتے ہیں اور ان کے دوہرے معیارات پر گہری چوٹ کرتے ہیں۔

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا
مقصد ہے ملوکیت انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا (2)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

چنانچہ اقبالؒ امت مسلمہ کو یہ سبق پڑھاتے ہیں کہ ان اقوام کی ڈور دراصل یہودیوں کے ہاتھ میں ہے لہٰذا ان سے کسی انصاف اور دادرسی کی توقع رکھنا عبث ہے۔ وہ فلسطینی عرب سے فرماتے ہیں

زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
میں جانتا ہوں وہ آتش ترے وجود میں ہے
تری دوا نہ جنیوا میں ہے نہ لندن میں
فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے (3)

جس صورتحال کی طرف حکیم الامت نے اشارہ کیا تھا آج بھی قائم ہے۔ آج اقوامِ متحدہ کا ادارہ وہی کردار ادا کر رہا ہے جو اقبال کے زمانے میں جمعیت اقوامِ عالم نے ادا کیا۔ بہرطور عہدِ حاضر کے پاکستانی شعراء نے اردو زبان میں قضیۂ فلسطین کو اپنی نظموں اور ترانوں کا موضوع بنایا ہے جس کا ایک جائزہ درج ذیل ہے۔

فیض احمد فیض: عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی شکستِ ذلت آمیز اور جمال عبدالناصر کے ہاتھوں شہنشاہیت کے خاتمے کے بعد اس کی قیادت میں عرب دنیا میں تبدیلی کے نعروں کی گونج سنائی دینے لگی۔ اس ساری صورتحال میں پاکستان کے ترقی پسند ادیبوں نے اپنے احساسات کے اظہار میں وافر حصہ ڈالا۔ ترقی پسند ادباء کے سرخیل جناب فیض احمد فیض نے بھی اس دور میں مشرق وسطیٰ کی صورتحال پر کئی نظمیں کہیں۔ ''سرِ وادیٔ سینا'' میں فیض 1976ء میں مذکورہ صورتحال پر کہتے ہیں'

پڑیں گے دار و رسن کے لالے، کوئی نہ ہوگا کہ جو بچا لے
جزا سزا سب یہیں پہ ہوگی یہیں عذاب و ثواب ہوگا
یہیں سے اٹھے گا شورِ محشر، یہیں پہ روزِ حساب ہوگا (4)

فلسطین شہداء جو پردیس میں کام آئے اور فلسطینی بچے کی لوری کے عنوان سے فیض احمد فیض نے بیروت میں 1980ء میں فلسطین کیلئے دو نظمیں کہیں۔ پہلی نظم کے دو اشعار ملاحظہ ہوں'

؎ جس زمیں پر بھی کھلا میرے لہو کا پرچم
لہلہاتا ہے وہاں ارضِ فلسطیں کا علم
تیرے اعداء نے کیا ایک فلسطیں برباد
میرے زخموں نے کیے کتنے فلسطیں آباد (5)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کربلائے لبنان میں ''بیروت نگارِ بزمِ جہاں'' کی بربادی کے بعد آبادی کا تذکرہ ہے تو ''لاخوفٌ علیھم'' کے عنوان سے ترانے میں فلسطینی مجاہدوں کو یوں جذبۂ پامردی عطا کرتے ہیں؛

ے ہم جیتیں گے حقا ہم اک دن جیتیں گے
بالآخر اک دن جیتیں گے ہم جیتیں گے
قَدْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِل
فرمودۂ رب اکبر ہے
جنت ہے اپنے پاؤں تلے اور سایۂ رحمت سَر پر ہے
پھر کیا ڈر ہے ہم جیتیں گے (6)

احمد ندیم قاسمی: عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کے ہاتھوں مصر کی شکست اور مصری دوستوں کی بے حسی پر احمد ندیم قاسمی ''روشنی کی تلاش'' میں شکوہ کرتے ہیں۔ وہ آزادی فلسطین کے مجاہدین کے قتلِ عام پر ''اُردن'' میں اپنوں کے ہاتھوں اپنوں کے خون پر خون کے آنسو روتے ہیں۔ تاہم وہ پہلی نظم میں پرامید بھی ہیں؛

ے یہ ہے وہ سمت کہ جس پر مرے ٹیپو کے نقوشِ کفِ پا
چاندستاوروں کی طرح روشن ہیں
اور اس سمت سفر کرنے کی شرط ہے
ہم ظلمتِ مغرب کو بتا دیں
کہ ہمیں صبح کے وارث ہیں
کہ ہم مشرق ہیں (7)

ابن انشاء: ابن انشاء نے ''دیوارِ گریہ'' کے عنوان سے 1967ء میں ایک طویل نظم کہی اور مسلم امہ کی بے امانی پر گریہ کناں ہوا۔ شاعر نے یہودیوں کی مقہور و مغضوب اور آوارہ و بے وطن قوم کا یکجا ہو کر قوم مسلم کو تاراج کرنا بڑے دوردناک انداز میں نظم کیا اور ایک عرب کو مخاطب کر کے غیرت دلائی کہ تمہارے اجداد نے شرق سے غرب تک شہسواری کی اور آج تم اس حال میں ہو۔ نظم کے تیسرے حصے میں شاعر یوں رقمطراز ہے؛

ے آج سینائی کی مسجدیں بے اذاں
آج سینائی میں عیدِ صیہونیاں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جورِ دجال ہے شورِ فریاد ہے
یہ قیامت ہے یا محض افتاد ہے؟ (8)

اس نظم کے چوتھے حصے میں تو شاعر بیت المقدس پر ہر طرف اسرائیلی پرچم کے لہرانے اور مسلمانوں پر اس کے دروازے بند ہونے اور اسکی دگرگوں صورتحال پر خود بھی تڑپا ہے اور قاری کو بھی تڑپایا ہے'

دیکھ بیت المقدس کی پر چھائیاں
اجنبی ہو گئیں جس کی پہنائیاں
ہر طرف پرچم نجم داؤ دہے
راہ صخرہ کے گنبد کی مسدود ہے
سجدہ گاہ عمرؓ مسجد پاک میں
آج خالی مصلّے ، اٹے خاک میں (9)

شہزاد احمد: نکھرے لہجے کے شاعر شہزاد احمد دنیائے ادب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انہوں نے اردو غزل کو ایک منفرد آہنگ سے آشنا کر کے اس روایت کو توانائی بخشی۔ مسجد اقصیٰ کی آتشزدگی اور فلسطین کی صورتحال پر اپنی نظم ''حسین علیہ السلام کا سبق'' میں کہتے ہیں،

آگ کی سُن کر خبر سینے ہمارے ہوئے شق
ہم کو تو مسجد اقصیٰ بھی ہے قرآں کا ورق
کاٹ دو۔ قبلۂ اول پہ جو ہاتھ اُٹھے ہیں
ہے اگر دل میں تمہارے ابھی ایماں کی رمق
سرَ کٹا دنیا جھکانے سے کہیں بہتر ہے
ہے ابھی یاد حسین ابن علی کا یہ سبق (10)

پروفیسر عنایت علی خاں: معروف مزاح نگار شاعر و ادیب پروفیسر عنایت علی خان جو کہ نعیم صدیقی کے ہمدمِ دیرینہ ہیں، نے امتِ مسلمہ کے مصائب پر قریب قریب نعیم صدیقی ہی کا اسلوب اپنے انداز میں اپنایا ہے۔ اپنی ایک نظم ''سبب زوالِ امت'' میں مسائل امہ کو ایک ایک کر کے ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں قومِ مسلم جو افلاک کے ستاروں کی سوار تھی اور مشرق و مغرب میں جس کی دھاک جمی تھی، آج اس کی نہ کوئی وقعت ہے اور نہ وزن اور وہ سیلِ حوادث کے آگے مثل خس و خاشاک بہی جا رہی ہے۔ کہتے ہیں'

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

؎ کشمیری و افغاں ہوں کہ ہوں اہل فلسطین
ہر اک کے تصور سے مری آنکھ ہے نمناک

اور آگے چل کر رحمتِ یزداں کی نگاہوں کے پھر جانے، ذلت و رسوائی اور ان تمام بربادیوں کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں؛

؎ مسلم کہ تمکّن تھا تیرا حفظِ حرم سے
دل قبلۂ نما تھا تو رہا صاحب ِ لولاک
اس اپنے فریضے سے جو سرتاب ہوا تو
باقی نہیں اب تیری ضرورت تہہِ افلاک (11)

منظور احمد ڈیسوی: منظور ڈیسوی کی کتاب ''انقلاب انقلاب'' کا عنوان ان کی ایک نہایت پرُ جوش نظم سے ماخوذ ہے۔ اس نظم کے چند اشعار ذیل میں پیش ہیں۔ حالاتِ حاضرہ پر اپنے منظوم تبصرہ میں فرماتے ہیں:

؎ مسلم خوابیدہ اٹھ کب تک رہے گا مستِ خواب
عالمِ اسلام میں پھیلا ہے کیسا اضطراب!
اب نہیں باقی رہی پہلی سی تیری آب تاب
کب تلک برباد ہوگا اس طرح غفلت مآب
انقلاب اے مسلم محوِ تغافل انقلاب
آہ! وہ بیت ِ المقدس انبیاء کی سرزمیں
آج مسلم ہیں جہاں مظلوم و بے بس بالیقیں
وہ زمیں وابستہ ہے معراج ختم المرسلیں
زندگی اور موت کا یہ مسئلہ کرانتخاب
انقلاب اے مسلم محوِ تغافل انقلاب
پنجۂ صیہونیت اور گنبدِ صخرہ کو دیکھ
ہے زبوں حالی کا منظر ملّتِ بیضا کو دیکھ
ہیں یہودی سازشیں اور مسجد اقصیٰ کو دیکھ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دیکھ اسرائیل پہ چھایا ہے شیطانی شباب
انقلاب اے مسلم محوِ تغافل انقلاب (12)

منظور ڈیسوی ''چھوڑ دے تو سارے راگ و رنگ'' کے عنوان سے ایک ترانے میں امت مسلمہ کو جھنجھوڑتے ہیں اور خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس غفلت نے مسلمانوں کو برباد کر دیا ہے۔ چنانچہ اس ہلاکت خیزی سے بچنے کیلئے جو امت مسلمہ کو درپیش ہے اُسے جاگنا چاہیے اور جدوجہد اور کوشش کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ ارضِ مقدس پر یہودی مظالم کی یوں تصویر کشی کرتے ہیں:

ہیں ارضِ مقدس پر قابض پھر آج یہودی ظلم بپا
تو پَردۂ غفلت اب تو اُٹھا ہنگامۂ عشرت ختم ہوا
دشمنِ ملت گھات میں ہیں کچھ ہوش میں آ اور جاگ ذرا
تاریخِ سلف تو دُہرا دے اور باطل سے اب جا ٹکرا
چھوڑ تو سارے راگ و رنگ بھڑک رہا ہے شعلۂ جنگ (13)

ماہرالقادری: ماہرالقادری نے ''مشہدِ اکبر'' کے عنوان سے قبلۂ اول پر ایک نظم کہی جو چراغِ راہ اگست 1967ء میں چھپی۔ ملاحظہ ہو۔

یہ قبلۂ اول پہ عجب وقت پڑا ہے۔
تکبیر کے نغمے نہ مؤذن کی صدا ہے
سب عالم حیرت میں ہیکل ہو کہ صحرا
زیتون کی وادی ہے گنجِ شہداء ہے

اور مسلمانانِ فلسطین پر اُس وقت صیہونیوں کی غارت گری کی منظر کشی وہ کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ آج بھی یہ مناظر نظر آتے ہیں اور وہی ظلم کی داستان آج بھی دہرائی جا رہی ہے اور لگتا ہے کہ ماہرالقادری نے آج ہی یہ اشعار کہے ہوں:

ہیں سوگ میں ڈوبے ہوئے نابلس و اریحا
القدس کے اطراف میں اک حشر بپا ہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اردن ہے کہ ہے مشہدِ اکبر کا نمونہ

پانی کی طرح خون مسلماں کا بہا ہے

عرب نیشنلزم کے نعرے نے جہاں عرب مسلمانوں کو بربادی کے یہ دن دکھائے وہاں مصر کے جمال عبدالناصر اوران کے حواریوں کی طرف سے ''نَحنُ اَوْلَادُ الفَرَاعنَۃ'' کے نعرے نے اسلام پر فخر ومباہات کی بجائے فرعونیت سے تعلق پر فخر نے بھی اس حالت کو پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ شاعر اللہ کے قانون مکافات کا تذکرہ کرکے سارے قضیے کا فلسفہ بیان کرتا ہے۔

ے فرعون کی اولاد سے امید یہی تھی

ناصر کی قیادت سے نہ شکوہ نہ گلہ ہے۔

بے عیب ہے اللہ کا قانونِ مکافات

جو کچھ بھی ہوا اپنے گناہوں کی سزا ہے۔ (14)

سلیم ناز بریلوی: کسی زمانے میں ریڈیو پر بچوں کا ایک گیت چلا کرتا تھا جو اپنی خوبصورت سہانی شاعری اور منظر کشی کے ساتھ ساتھ معصوم مگر مدھر آوازوں میں دل موہ لینے والی لے میں گایا گیا تھا۔ اس گیت کو چھوٹے بڑے سبھی پسند کرتے اور پھر سننے کی خواہش کرتے۔ گیت تھا'

پورب کا دروازہ کھلا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی ہوا

جاگو جاگو صبح ہوئی

سلیم ناز بریلوی نے اسی گیت کی تضمین لکھی اور امت مسلمہ کے مقبوضات کی آزادی کی صبح کے طلوع ہونے کی نوید امت کو سناتے ہوئے اسے جاگنے کا پیغام دلفریب دیا۔ اس کو انہوں نے خود گایا بھی ہے۔ ملاحظہ کیجئے'

خونِ شہیداں رنگ لایا فتح کا پرچم لہرایا

جاگو جاگو صبح ہوئی

روسی سازوں اور گیتوں کے بند ہو جانے، نہتے افغانوں کے جیت جانے کے بعد مسجدِ اقصیٰ کی تباہی اور اس کا گریہ یوں نظم کرتے ہیں'

ے مسجد اقصیٰ روتی ہے کیوں یہ تباہی ہوتی ہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جاگ رہے ہیں جہاں یہود　　امت مسلم سوتی ہے
جاگو جاگو صبح ہوئی (15)

سُرورانبالوی: بزمِ گلزارِ ادب راولپنڈی کے بانی صدر سُرورانبالوی ایک کہنہ مشق شاعر اور دانش ور ہیں۔آپ نے ''ارضِ فلسطین کی فریاد'' کے عنوان سے ایک نظم میں ارضِ مقدس کی موجودہ دِگرگوں حالت پر اپنے احساسات کو یوں پیراہنِ اظہار سے نوازا،

آتش و آہن کی بارش اور دھواں بارود کا　　عقل حیراں امن کی دیوی کو آخر کیا ہوا
رستے بستے شہر بمباری سے کھنڈر ہوگئے　　آدمی نے آدمیت کو بھی ننگا کر دیا

شاعر انسان کے ہاتھوں انسانیت کی بے آبروئی، ہوا کی بیٹی کے سرِ بازار بے رِدا ہونے اور انسانیت کے نیلام کی داستانِ خونچکاں پر نوحہ کرتے ہوئے انسانیت ہی کے نام پر ننھے منھے بچوں کو خون میں نہلا دینے اور امن کی فاختہ کے قتل ہونے پر امن کے سوداگروں کے ضمیر پر دستک دیتا ہے۔اور پھر اہلِ فلسطین کی دربدری پر دنیا کے منصفوں سے سوال کرتا ہے،

یہ فلسطینی رہیں گے دربدر یوں تا کجا　　کوئی چارہ بھی تو ہوگا آخر ان کے درد کا

اپنی اس نظم کے آخر میں تو سُرورانبالوی گویا تاریخ کے قاضی کا فتویٰ بے لاگ اور دوٹوک انداز میں پیش کر دیتے ہیں،

ہوگا آزاد ایک دن آخر فلسطیں دیکھنا　　ٹل نہیں سکتا کسی صورت بھی لکھا وقت کا
آخرش بازو کٹے گا ایک دن صیّاد کا　　اور سفینہ غرق ہوگا جبر واستبداد کا (16)

اکرم باجوہ: اکرم باجوہ آجکل ادبی حلقوں میں ایک پنجابی شاعر کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ان کی پنجابی شاعری کی کئی کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں۔عمدہ پنجابی لہجے میں ادبی چاشنی سے مالا مال اور فنی و تکنیکی نزاکتوں سے ہمکنار ان کی شاعری کا اعتراف یوں بھی ہوا کہ ان کی کئی ایک تخلیقات کو مشرقی پنجاب (ہندوستان) کی یونیورسٹیوں میں نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔بورے والا سے تعلق رکھنے والے اس شاعر کے بارے میں اب یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ان کا اصل میدان اردو شاعری تھا۔اکرم باجوہ پاک فوج کی ایجوکیشن کور سے متعلق رہے اور منشا یاد اور اس قبیل کے دیگر شعراء کا ساتھ رہا۔انہی میں سے کسی کی تحریک پر وہ پنجابی شاعری کی طرف آئے۔وہ بہت وسیع المطالعہ شخصیت ہیں۔انہوں نے عرب کے ایامِ جاہلیت کے عظیم شاعر امراؤ القیس کے ایک شعر، جس کا مفہوم ہے ''میرے دوست آؤ چند لمحوں کیلئے یہاں رُک

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جائیں۔کبھی اس جگہ میری محبوبہ کے خیمے ہوا کرتے تھے'' کو مرکزی خیال بناتے ہوئے فلسطین پر ایک نظم لکھی۔اس غیر مطبوعہ نظم کہ جس کا عنوان ''کھنڈر'' ہے کا آغاز وہ یوں کرتے ہیں:

ہمسفر روک لے رہوارِ حسیں روک بھی لے
آ کہ اس قریۂ محبوب کے آثاروں پر
آج آئے ہیں تو پھر بیٹھ کے دم بھر رو لیں
آ کہ اس خاکِ معطر کے حسیں زانو پر
طفلِ معصوم کی مانند گھڑی بھر سو لیں

پھر شاعر اس نہایت ہی رومانوی وخواب گیں انداز لئے ہوئے نظم میں حسیں یادوں ،عہدِ ماضی کی حکایاتِ دل افروز،حسنِ جہاں سوز کے افسانوں ، ہر سمت مہکتے ہوئے پھولوں کی خوشبوؤں ،قمر چہرہ پری زادیوں اور جوانانِ رعنا کا تذکرہ کر کے اب اس کی تیرہ وتار فضا میں بارود کی بو، دامنِ شب میں سلگتی ہوئی لاشوں اور دشتِ پُر ہول میں یاروں کے بہتے ہوئے لہو پر ماتم کرتے ہوئے کہتا ہے:

ان منڈیروں پہ کبھی طلعتیں لہراتی تھیں
ان خرابوں میں برستے تھے وفا کے بادل
آج اک سحر کی زد میں ہیں یہ برباد مکاں
مٹ گئے جیسے کسی کتبۂ شاہی کے حروف
مٹ گئے جیسے مٹا کرتے ہیں محلوں کے نشاں
کون وہ آنکھ ہے اس حال پہ جو روئی نہیں
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں، کوئی نہیں۔(17)

مطلوب علی زیدی مطلوب: سید مطلوب علی زیدی مطلوب کا تعلق بہاولپور سے ہے۔آپ مقامی کالج میں انگریزی زبان وادب کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ادبی گھرانے سے تعلق اور اہل زبان ہونے کے ساتھ ساتھ فارسی وانگریزی ادب سے کماحقہ شناسائی رکھتے ہیں۔اردو شاعری میں ان کا پختہ لہجہ اُن کے بڑے مقام کا پتہ دیتا ہے تاہم روایتی ادبی وعلمی مراکز سے دوری اور شاعروں اور ادب کی مروجہ انجمنوں سے دوری کی وجہ سے ان حلقوں میں زیادہ معروف نہیں ہیں۔ان کی شاعری کا ''صبوحی'' کے نام سے ایک دیوان چھپ چکا ہے۔''صبوحی'' چودہ مختلف لمعات پر مشتمل ہے جو گویا موضوعاتی ترتیب کو پیش نظر رکھ کر مرتب کی گئی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مختلف کتب ہیں۔ ان لمعات میں دو لمعات یعنی لمعۂ یازدہم اور لمعہ چہاردہم خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جو بالترتیب طنز و مزاح اور منظومات برائے اطفال پر مشتمل ہیں۔ دونوں میں جیسا کہ ناموں سے ظاہر ہے انہوں نے عام سنجیدہ ڈگر سے ہٹ کر ہلکے پھلکے اور فکاہیہ انداز میں مختلف موضوعات پر اشعار کہے ہیں۔ بچوں کیلئے مختلف کہانیاں، قصے، لطائف اور پہلیاں وغیرہ عام فہم انداز میں کہی گئیں ہیں۔ تاہم ان لمعات کے مطالعے سے شاعر کے فہم کی گہرائی اور سوچ و فکر کی تہہ میں امت مسلمہ کا درد، اپنے شاندار ماضی پر فخر، اپنی تہذیب سے جڑے رہنے کی تمنا اور اغیار کی سازشوں سے ہوشیار رہنے اور دوسروں کو ہوشیار و خبردار کرنے کا انداز سمویا ہوا ہے۔

وہ بچوں کیلئے کہی گئی اپنی دو حصوں پر مشتمل ایک نظم ''بڑی اور چھوٹی'' میں دو بہنوں کی گڈیوں اور گڈوں کی کہانی کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہیں دونوں بہنوں میں گڈے اور گڈی کی شادی کے مسئلے پر لڑائی پر امریکہ کے باگڑ بلے کا آدھمکنا اور پھر ان کے درمیان نفرت کی خلیج کو بڑھا دینے کا قصہ نہایت پرُ کاری سے بیان کرتے ہیں اور بالآخر دونوں بہنوں کے اس سازش کو سمجھ جانے اور باگڑ بلے کو مل کر مار بھگانے اور گڈے گڈی کی شادی ہو جانے پر راضی خوشی مل جل کر رہنے کے عہد پر خوبصورت انداز میں اختتام کرتے ہیں۔

اسی طرح طنز و مزاح کے لمعہ میں شاعر کی اس میدان میں افتادِ طبع کی نئی جہت سامنے آتی ہے جب وہ اپنی نظم ''یو-این-او'' میں بچوں سے پہیلی کی صورت میں یو-این-او کا مطلب پوچھتا ہے۔ ملاحظہ ہو؎

ایک پہیلی بوجھو بچو! کیا ہے بتاؤ یو-این-او
یو-ایس-اے کا یو ہے، اور باقی سب ہے نو ہی نو

شام سویرے یہ ڈائن امریکہ کے گن گاتی ہے
مظلوموں پہ آفت آئے، بہری یہ بن جاتی ہے

اور پھر اگلے شعر میں تو فلسطینیوں اور عربوں پر اقوام متحدہ کے زیرِ سایہ ظلم کا پردہ یوں چاک کرتا ہے؎

عربوں کی دولت کے بل پر، ہر دم عیش اڑاتی ہے
اسرائیل کے سانپ سے ان کو، آئے دن ڈسواتی ہے (18)

سید محمد جعفری: سید محمد جعفری نے یو این او کے عنوان سے ایک نظم کہی ہے جس میں امریکہ کے پٹھو اس ادارے کے ملت اسلامیہ کے حوالے سے دوہرے معیار پر سخت تنقید کی گئی ہے؎

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

؎ یو این او کے پیٹ میں سارے جہاں کا درد ہے
وعدۂ فردا پہ ٹر خانے کے فن میں فرد ہے

اور اس سے آگے چل کر وہ قضیۂ فلسطین پر اس کے کردار کا پردہ یوں چاک کرتے ہیں؛

؎ گرچہ پٹوا تا فلسطیں میں خود اپنی نرد ہے!
ایسی قوموں سے خفا ہے جن کی رنگت زرد ہے
دلداں وقت ہے انصاف کا یہ ٹھیکیدار
جب فلسطین میں نہ آئے تھے یہودی بے شمار
پیش قدمی کو عرب کی اُس نے روکا بار بار
اور اسرائیل کے فتنے کو سونپا اختیار (19)

گوہر ملیسانی: گوہر ملسیانی اپنی ایک ترانہ نما نظم "جاگ مسلماں اب تو جاگ" کا آغاز ہی اہل فلسطین کی حالتِ زار سے کرتے ہیں؛

؎ خون مسلماں ارزاں ارزاں
اہل فلسطین لرزاں لرزاں
ظلم وستم ہے رقصاں رقصاں
دنیا بنی ہے شہر خموشاں
کیسی لگی ہے ہر سو آگ
جاگ مسلماں اب تو جاگ
اجڑا ہے بیروت کا گلشن
غنچوں اور پھولوں کا مسکن
چھوٹا ہے اب آس کا دامن
چلنے پر ہے ان کے قدغن
ڈستے ہیں صیہونی ناگ
جاگ مسلماں اب تو جاگ (20)

یوسف ظفر: سانحۂ بیت المقدس پر یوسف ظفر نے اپنی نظم میں نہایت بلیغ انداز میں اپنوں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کی بے وفائی کا تذکرہ کیا ہے؛

ے دیکھ اے چشمِ زلیخا قدر اپنے پیار کی
آج پھر یوسف کے بھائی ہیں خریداروں کے ساتھ
دین سے کٹ کر ہوا مالِ عرب، پیشِ عرب
اور عصا بھی ہے یدِ بیضا میں ہتھیاروں کے ساتھ

تبھی تو وہ قبلۂ اول کو مشورہ دیتا ہے کہ تو پھر کسی صلاح الدین ایوبی کی تلاش کر؛

ے قبلۂ اول، صلاح الدین ایوبی کو ڈھونڈ
آملی دیوارِ گریہ، تیری دیواروں کے ساتھ (21)

ناصر نظامی: ناصر نظامی کا تعلق بنیادی طور پر فیصل آباد سے ہے، وہ ایک عرصہ ایمسٹرڈیم ہالینڈ میں مقیم رہے۔ ''صلیب گر'' کے نام سے ایک کتاب اُن کی شاعری پر مشتمل ہے۔ جس کو ۱۹۸۸ء میں کراچی اسٹڈی سرکل نے شائع کیا۔ اس کتاب کا مقدمہ ''بغیر عنوان کے'' پروفیسر شہرت بخاری نے لکھا جس میں انہوں نے ناصر نظامی کو ایسا شخص قرار دیا ہے جس کا ضمیر زندہ اور آنکھیں بیدار ہیں اور جس نے اپنے وطن سے اپنی آنول نہیں کاٹی۔

ناصر نظامی کے دل میں وطن کی مٹی سے محبت کے ساتھ عالم اسلام کا درد بھی ہے۔ وہ اپنی اس کتاب میں ایک نظم ''لبنان و آسام'' میں اس کا اظہار یوں کرتا ہے؛

ے بہتا رہا لبنان کے گلشن میں لہو عام
خاموشی سے منہ دیکھا کیا عالم اسلام (22)

ناصر نظامی عالم اسلام کے مسائل کی ایک وجہ اقوام متحدہ کے ادارے کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ ادارہ صرف مغرب کے مفادات کا پاسبان ہے اپنی نظم ''لبنان و آسام'' میں کہتے ہیں؛

ے دنیا میں ریا کاری کا سب سے بڑا اڈہ!
افرنگی مفادات کی ماں عالمِ اقوام! (23)

ادا جعفری: ادا جعفری مسجدِ اقصیٰ کی نوحہ کناں صورتحال پر لوگوں کو مخاطب کر کے اپنا دکھ بیان کرتی ہیں۔ اور حرمِ محترم کے بارے میں کہتی ہیں؛

ے محترم ہے مجھے اس خاک کا ذرہ ذرہ
ہیں یہاں سرورِ کونینؐ کے سجدے کے نشاں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس ہوا میں مرے آقا کے نفس کی خوشبو
اس حرم میں مرے مولا کی سواری ٹھہری

اور پھر ملت کو مخاطب کر کے کہتی ہیں'

اس کی عظمت کی قسم ارض وسما نے کھائی
تم نے کچھ قبلۂ اول کے نگہبان! سُنا؟
حرمتِ سجدہ گہرشاہ کا فرمان سنا؟ (24)

گوہر ملسیانی:

ان کا اصل نام میاں طفیل محمد ہے تاہم گوہر ملسیانی کے قلمی نام سے معروف ہیں۔ ان کی خاص پہچان نعت گوئی اور میدانِ سیرت طیبہ ہے۔ تحقیق وجستجو کا یہ پیکر عمر عزیز کا توانا حصہ صادق آباد میں بِتا کر آج کل خانیوال گزیں ہے۔ ایک طرف اخبارات کے ادبی صفحات کی زینت رہتے ہیں تو دوسری طرف ان کے مقالے مقامی و بین الاقوامی علمی وتحقیقی مجلّات کی اشاعتوں میں شامل رہتے ہیں۔ ہمارے مناجاتی ومزاحمتی موضوعات کے سلسلہ کے تمام مقالوں میں ان کی نگارشات شامل رہی ہیں تاہم زیرِ نظر مقالہ کی اس سے محرومی کا ذکر جب ان سے ازراہِ جوال ہوا تو اگلے ہی روز ایک نامے میں ان کی فلسطین کے موضوع پر دو کاوشیں موصول ہوئیں۔ ''صدائے فلسطین'' کے عنوان سے اپنی نظم کا مطلع یوں کرتے ہیں۔

آنسوؤں کا سمندر ہوا موجزن
زخمی زخمی نظر آرہے ہیں بدن
خوں چکاں پیرہن
بلبلاتے ہیں چاروں طرف مرد وزن
آنسوؤں کا سمندر ہوا موجزن

آگے چل کر ارض مقدس کی حالت زار کے بارے میں کہتے ہیں،

امن کی سر زمیں زیرِ افتاد ہے
قدس کا ہر گھرانہ بھی برباد ہے
ظلم شداد ہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دندناتا پھرے ہر طرف اہرمن

آنسواؤں کا سمندر رہوا موجزن (25)

وہ اپنی ایک دوسری نظم میں علامہ محمد اقبالؒ کے معروف شعر ''ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر'' کی تاثیر کو بصورتِ اشعار قوم کو اس انداز میں منتقل کرنے کی ایک شعوری کوشش کرتے ہیں۔نظم کا عنوان ہے ''ایک ہوں مسلم''، مطلع ملاحظہ کیجیے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

سرزمینِ قدس کی پھر ضوفشانی کے لیے

اہلِ ایماں کی پریشاں زندگانی کے لیے

نورِ قرآں کی مقدس ترجمانی کے لیے

نوعِ انساں کی حیاتِ جاودانی کے لیے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

حقیقت یہ ہے کہ گوہر ملسیانی نے اپنے ان اشعار میں اس مسئلہ کی اصل وجہ کو آشکارا کیا ہے اور وہ ہے انتشار و افتراقِ امت مسلمہ۔اور اگر آج بھی یہ امت ایک ہو جائے تو پھر دنیا کی کون سی قوت اس کے آگے ٹھہر سکتی ہے۔نیل کے ساحل سے تا بخاک کاشغر اگر آج ہم ایک ہو جائیں تو نہ یہ مسئلہ رہے گا، نہ مجبوریاں ،نہ محکومیاں اور نہ اسرائیل کے مغربی وکلائے کاذب کی چال بازیاں کارگر رہیں گی۔یہی دعا ہے اور یہی اس مسئلے کا واحد علاج اور حل بھی ہے۔

نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

عظمتِ اسلام کا پھر سے بجائیں اب گجر

مشرکوں کا بیتِ اقدس میں رہے نہ جو شر

پھر صلاح الدین ایوبی کا تاباں ہو قمر

باندھ لو سر پر کفن اب کامرانی کے لیے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے (26)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

(1) ضربِ کلیم، در کلیات اقبال، ادارہ اہلِ قلم، لاہور، ص ۱۶۵

(2) ایضاً ص ۱۸، ۱۶۹ (3) ایضاً ص ۱۷۱

(4) فلسطین۔ اردو ادب میں، مرتب فتح محمد ملک، مطبوعات حرمت، راولپنڈی، فروری ۱۹۸۳ء، ص ۱۵۷

(5) ایضاً، ص ۱۵۸، ۱۵۹ (6) ایضاً، ص ۱۶۲

(7) ایضاً، ص ۱۶۲-۱۶۴ (8) ایضاً، ص ۱۶۷-۱۷۶

(9) ایضاً، ص ۱۶۷-۱۷۶ (10) ایضاً، ص ۱۹۸

(11) عنایتیں کیا کیا، منشورات، لاہور، ت ن، ص ۷۵، ۷۶

(12) انقلاب انقلاب، رہبر پبلشرز اردو بازار کراچی، ۱۹۹۵ء، ص ۶۰-۶۶

(13) ایضاً، ص ۸۷۔

(14) کلیات ماہر، القمر انٹر پرائزرز، لاہور ۱۹۹۴ء، ص ۸۸۵-۸۸۶

(15) جنگ جاری ہے، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، جولائی ۲۰۰۰ء، ص ۱۸۳

(16) غیر مطبوعہ کلام، درخط بنام راقم (17) غیر مطبوعہ کلام، درخط بنام راقم

(18) صبوحی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، پرائیویٹ لمیٹڈ پبلشرز لاہور ۱۹۹۷ء، ص ۵۲۹-۵۳۲۔

(19) تحریک آزادیٔ کشمیر: اردو ادب کے آیئنے میں، مرتب، فتح محمد ملک، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۲۱۴-۲۱۶

(20) شوقِ شہادت زندہ ہے، گوہر پبلکیشنز صادق آباد، نومبر 1993ء ص ۷۱، ۷۲

(21) فلسطین، اردو ادب، ص ۱۷۷-۱۷۸

(22) صلیب گر، اسٹڈی سرکل، کراچی، ۱۹۸۸ء، ۴۶۔ (23) ایضاً

(24) فلسطین، اردو ادب، ص ۱۸۲-۱۸۴ (25) غیر مطبوعہ کلام، درخط بنام راقم

(26) غیر مطبوعہ کلام، درخط بنام راقم

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.